S_1999_4_141_147

عدالت عظمیٰ رپورٹس 1999 ایس یو پی پی 4 ایس سی آر

مکیش کمار اور دیگران

بنام۔

کول۔ہاربنز وراپچی اور دیگران

27 اکتوبر 1999

ایس۔راجندر بابو اور آر۔سی۔لاہوٹی، جسٹسز

حد بندی ایکٹ، 1963-دفعہ 21-معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے لیے مقدمہ-مدعا علیہان کی صف سے مدعی میں کسی فریق کی منتقلی-حد بندی-قابل اطلاق-منعقد، مدعا علیہان کی صف سے مدعی کی صف میں کسی فریق کی محض تبدیلی اسے نیا مدعی نہیں بنائے گی-دفعہ 21 کی ذیلی دفعہ (2) کی وجہ سے، دفعہ (1) 21 کے تحت دفعات کو فریقین کی منتقلی کے معاملے پر لاگو نہیں سمجھا جاتا ہے-ضابطہ دیوانی، 1908-آرڈر ا قاعدہ 10-مخصوص ریلیف ایکٹ، 1963۔

مخصوص دادرسی ایکٹ، 1963-دفعہ 22-معاہدے کی مخصوص کارکردگی-منعقد کا نفاذ، کسی معاہدے کے لیے کوئی بھی فریق نافذ کرسکتا ہے-معاہدہ کرنے والوں کی صورت میں یہ کافی ہے اگر وہ سب عدالت کے سامنے ہوں اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ان سب کو ایک ہی طرف رکھا جائے-تاہم جہاں ایک واحد ناقابل تقسیم معاہدہ کئی افراد کو زمین پہنچانا ہے، کچھ مشترکہ معاہدہ کرنے والے مخصوص کارکردگی حاصل نہیں کر سکتے اگر دوسرے معاہدہ کرنے والے یہ راحت نہیں چاہتے ہیں۔

ہندو قانون-ہندو، غیر منقسم خاندان-مشترکہ جائیداد-انکم ٹیکس کے واجبات کی ادائیگی کے لیے منسلک-فروخت کے لین دین میں داخل ہونے والے ہندو غیر منقسم خاندان کا 'کرتا'-کی قانونی ضرورت-منعقد، فروخت مشترکہ خاندان کے فائدے کے لیے تھی جو خاندان کے تمام افراد پر پابند تھی-قانونی ضرورت کے حوالے سے درج ذیل عدالتوں کے نتائج میں کوئی کمزوری نہیں۔

جواب دہندگان نمبر 1 سے 3 (مدعی) نے مدعا علیہ نمبر 4 (مدعا علیہ) کے ساتھ کچھ جائیداد کی خریداری کے لیے معاہدہ کیا۔مدعا علیہ نمبر 4 ہندو غیر منقسم خاندان (ایچ یو ایف) کا ایک 'کرتا' تھا جس میں اپیل کنندہ 1 سے 5 شامل تھے۔قرارداد کے تحت، جواب دہندگان 1 اور 2 مل کر جائیداد کا نصف حصہ خریدیں

گے جبکہ جواب دہندہ نمبر 3 دوسرا نصف خریدے گا۔فروخت دستاویز پر بیع نامہ نہ ہونے کی وجہ سے، جواب دہندگان 1 اور 2 نے مخصوص کارکردگی کے لیے مقدمہ دائر کیا۔ابتدائی طور پر، مدعا علیہ نمبر 3 نے مدعی کے طور پر شامل ہونے سے انکار کر دیا اور اسے مدعا علیہ نمبر 6 کے طور پر پیش کیا گیا لیکن بعد میں اسے مدعا علیہان کی صف سے منتقل کر دیا گیا اور مدعی کے طور پر شامل ہو گیا۔ٹرائل کورٹ نے مقدمے کا فیصلہ دیتے ہوئے کہا کہ چونکہ ہندو غیر منقسم خاندان کو بھاری قرضوں کا سامنا ہے، اس لیے جائیداد متدعویہ کی فروخت ایک قانونی ضرورت ہے جو تمام اراکین کو پابند کرے گی۔اپیل پر، پہلی اپیلٹ عدالت اور عدالت عالیہ دونوں نے ٹرائل کورٹ کے نتائج کی تصدیق کی۔اس لیے موجودہ اپیل۔

اپیل گزاروں کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ قانونی ضرورت کے حوالے سے درج ذیل عدالتوں کے ذریعے حاصل کیے گئے نتائج درست نہیں تھے کیونکہ تمام مدعا علیہان مدعا علیہان کی فرم کے شراکت دار نہیں تھے جو قرض کا سامنا کر رہی تھی، مدعا علیہان کی صف سے مدعا علیہان نمبر 3 کی منتقلی حد سے باہر تھی۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے عدالت نے

منعقد .1 درج ذیل عدالتوں کے ذریعے درج کردہ نتائج میں قانونی ضرورت کے حوالے سے کوئی کمزوری نہیں ہے۔اگرچہ تمام مدعا علیہان مدعا علیہان فرم کے شراکت دار نہیں ہو سکتے، لیکن مشترکہ خاندان کے تمام مرد افراد جو اس وقت بڑے تھے اس کے شراکت دار تھے اور اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مدعا علیہان فرم کے ذریعے کیا جانے والا کاروبار مدعا علیہان کا خاندانی کاروبار نہیں ہے۔یہ حقیقت کہ مشترکہ خاندانی جائیدادیں خود انکم ٹیکس کی ادائیگی کے لیے منسلک کی گئی ہیں، اس بات کے لیے کافی تھی کہ جائیداد کی فروخت مشترکہ خاندان کے فائدے کے لیے تھی۔(145-بی-سی-ڈی)

.2 مدعی کے طور پر مدعا علیہان کی صف سے مدعا علیہان نمبر 3 کی منتقلی کو حد سے روکا نہیں جاتا ہے۔حد بندی ایکٹ، 1963 کی دفعہ 21 میں کہا گیا ہے کہ جہاں کہیں بھی مقدمہ دائر کرنے پر کسی نئے مدعی یا مدعا علیہ کو تبدیل یا شامل کیا جاتا ہے، اس کے حوالے سے یہ دعوی کیا جائے گا کہ جب اسے فریق بنایا گیا ہے تو مقدمہ قائم کیا گیا ہے۔تاہم، ایکٹ کی دفعہ 21 کی ذیلی دفعہ (2) یہ بہت واضح کرتی ہے کہ دفعہ 21 توضیعات اس معاملے پر لاگو نہیں ہوں گی جہاں مقدمہ زیر التواء ہونے کے دوران کسی فریق کو کسی فائدے کی تفویض یا منتقلی کی وجہ سے شامل یا تبدیل کیا گیا ہو یا جہاں مدعی کو مدعا علیہ بنایا گیا ہو یا مدعا علیہ کو مدعی بنایا گیا ہو۔ذیلی دفعہ (2) کو لاگو کرنے کے لیے جو کچھ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ مدعی کی منتقلی کے بعد اصل میں دائر کیا گیا مقدمہ وہی رہنا چاہیے اور اس کے موضوع میں کوئی اضافہ نہیں ہونا چاہیے۔اس طرح، جہاں اصل میں

دائر کیا گیا مقدمہ مناسب فریقین یا ریکارڈ کے ساتھ مناسب طریقے سے تیار کیا گیا ہے، ضابطہ دیوانی کے آرڈر I قاعدہ 10 کے تحت مدعا علیہان کی صف سے مدعی کی صف میں محض کسی فریق کی تبدیلی اسے نیا مدعی نہیں بنائے گی اور مقدمے کو حد بندی ایکٹ کی دفعہ 21 کے اندر نہیں لائے گی۔(147-B-C-D-E)

3. معاہدے کی مخصوص کارکردگی کو معاہدے کی کوئی بھی فریق نافذ کر سکتی ہے۔ اگر ایک سے زیادہ فریق ہیں، تو معاہدے کے کچھ فریقوں کی عدم موجودگی میں معاہدے کی مخصوص کارکردگی کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر معاہدے کے فائدے کے حقدار کچھ فریق مدعی کے طور پر پیش ہونے کو تیار نہیں ہیں تو انہیں مدعا علیہان کے طور پر شامل کیا جانا چاہیے۔ دلچسپی رکھنے والے افراد کے حق میں فیصلہ دیا جا سکتا ہے چاہے وہ مدعی کے طور پر شامل ہوں یا مدعا علیہان کے طور پر۔ شریک معاہدوں کے معاملے میں یہ ضروری نہیں ہے کہ مخصوص کارکردگی حاصل کرنے کے لیے ان سب کو ایک ہی طرف رکھا جائے۔ یہ کافی ہے اگر وہ سب عدالت کے سامنے ہوں۔ لیکن جہاں ایک ہی معاہدہ کئی افراد کو زمین پہنچاتا ہے اور معاہدہ ناقابل تقسیم نہیں ہے، کچھ مشترکہ معاہدہ کرنے والے مخصوص کارکردگی حاصل نہیں کر سکتے اگر دوسرے معاہدہ کرنے والے اس راحت کو نہیں چاہتے ہیں۔(146-بی-سی-ڈی-ای)

نرملا بالا داسی بنام سدرسن جانا، اے آئی آر (1980) کلکتہ 258؛ جگدیو سنگھ بنام بسامبھر، اے آئی آر (1937) ناگپور 186، منظور شدہ۔

مونگھی بائی بنام کوور جی عمر سری، اے آئی آر (1939) پی سی 170، حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1989 کی دیوانی اپیل نمبر 4918۔

1987 کے آر ایس اے نمبر 1730 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے 11.3.88 کے فیصلے اور حکم سے۔

حاضر پارٹیوں کے لیے بی۔ سین، این۔ این۔ گوسوامی، ایس۔ کے۔ بگا، آر۔ کے۔ تلوار، ڈی۔ ایم۔ سنہا، پی۔ این۔ پوری، اروند منوچا، جی۔ ایس۔ سچدیو، سیراج بگا اور محترمہ شریشٹھ بگا۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

راجیندر بابو، جے: جواب دہندگان نمبر 1 اور 2 نے جواب دہندہ نمبر 4 کے ساتھ عمارت نمبر 1 پر مشتمل جائیداد فروخت کرنے کا زبانی معاہدہ کیا کول روڈ کے ارد گرد کھلے علاقے کے ساتھ، جالندھر جس کی پیمائش تقریباً 3 کنال اور 17.75 مرلہ ہے۔ اس معاہدے کے مطابق 12 اپریل 1978 کو ایک دستاویز لکھی گئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ جواب دہندگان نمبر 1 اور 2 مل کر جائیداد کا آدھا حصہ خریدیں گے، جبکہ

جواب دہندہ نمبر 3 دوسرا آدھا حصہ خریدے گا۔ 23 فروری 1978 کو 80,000 روپے کی رقم بطور بقایا زر بیعانہ کی گئی اور 12 اپریل 1978 کو 40,000 روپے ادا کیے گئے۔ مدعا علیہ نمبر 3 اس دن اس کے قبضے میں داخل ہوا۔ جواب دہندگان نمبر 1 اور 2 نے اصل میں جواب دہندہ نمبر 4 اور اپیلینٹس نمبر 1 سے 4 کے خلاف مقدمہ دائر کیا تھا، جبکہ اپیلینٹ نمبر 5 کو بعد میں شامل کیا گیا تھا۔ دائر کیا گیا مقدمہ مدعیوں کے حق میں فروخت دستاویز پر بیع نامہ کرنے اور فروخت دستاویز کے اندراج کے وقت سب رجسٹرار جالندھر کے سامنے 80,000 روپے کی بقایا رقم وصول کرنے کے لیے مخصوص کارکردگی کے لیے تھا۔ جن متبادل ریلیفوں کا دعوی کیا گیا ہے وہ مقررہ رقم عمارت کی مرمت کے لیے ہونے والے نقصانات اور لاگت کے ساتھ ادا کی گئی زر بیعانہ واپسی کے لیے ہیں۔ ٹرائل کورٹ نے 4 اگست 1984 کو مقدمے کا فیصلہ سناتے ہوئے مدعیوں کو دو ماہ کی مدت کے اندر اس عدالت میں فروخت اور رجسٹریشن کے اخراجات کے ساتھ 80,000 روپے کی بقایا فروخت قیمت جمع کرنے کی ہدایت کی اور جواب دہندگان کو مدعیوں کے حق میں مطلوبہ بیع نامہ پر عمل درآمد کرنے کی ہدایت کی۔ تاہم، ٹرائل کورٹ نے یہاں اپیل نمبر 4 منجو کے حصص/25 ویں حصے کو خارج کر دیا۔ پہلی اپیلٹ عدالت نے مدعا علیہان کی طرف سے دائر اپیل کو مسترد کرتے ہوئے مدعیوں کے کراس اعتراضات کو اپیل نمبر 4 کے حصص/25 ویں حصے کی حد تک اجازت دی۔ عدالت عالیہ میں دوسری اپیل پر درج ذیل عدالت کی طرف سے درج کردہ نتائج کی تصدیق کی گئی سوائے اپیل کنندہ نمبر 4 کے حصص/25 ویں حصے کی حد تک اور اپیل کنندہ نمبر 4 کی طرف سے دائر اپیل کو جائیداد میں اس کے حصص/25 ویں حصے کی حد تک اجازت دی گئی اور پہلی اپیلٹ عدالت کے فرمان کو کالعدم قرار دے دیا گیا اور ٹرائل کورٹ کا حکم بحال کر دیا گیا۔ یہ فرمان خصوصی اجازت کے ذریعے ہمارے سامنے اپیل میں ہے۔

مقدمے میں کئی مسائل اٹھائے گئے تھے۔ ٹرائل کورٹ اس نتیجے پر پہنچی کہ مدعا علیہ نمبر 4 سریش کمار، ہندو غیر منقسم خاندان کے کارتا کے منیجر کے طور پر، جس میں مدعا علیہان نمبر 1 سے 5 شامل ہیں، نے 23 فروری 1978 کو مدعیوں کو جائیداد متدعویہ فروخت کرنے کے لیے زبانی معاہدہ کیا اور 12000 روپے زر بیعانہ وصول کی۔ انہوں نے یہ بھی پایا کہ مدعا علیہان کے مشترکہ خاندان کی طرف سے فروخت کی جانے والی جائیدادوں اور کاروبار کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہندو غیر منقسم خاندان 70 لاکھ روپے اور اس سے زیادہ کے دعووں کا سامنا کر رہا تھا، انکم ٹیکس کے 3,60.000 روپے بقایا جات میں بھی تھا اور ایسی جائیداد کی فروخت جس سے کوئی آمدنی نہیں ہو رہی تھی، کارتا کے اچھے انتظام کا حصہ تھی اور آمدنی کو دانشمندی سے ہندو غیر منقسم خاندان کے کاروبار کے لیے لاگو کیا گیا تھا اور اس طرح کا لین دین یوگیش کمار سمیت ہندو غیر منقسم

خاندان کے تمام افراد کو پابند کر سکتا تھا۔ وہ اس وقت نابالغ تھی۔ استدعا اور شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ مدعی ہمیشہ معاہدے کے اپنے حصے کو انجام دینے کے لیے تیار اور تیار تھے اور وہ فروخت اور رجسٹریشن چارجز کے ساتھ فروخت کی قیمت کی بقایا رقم ادا کرنے کے قابل تھے، لیکن جواب دہندگان نے معاہدے کی خلاف ورزی کا ارتکاب کیا اور اس وجہ سے، اپیل کنندگان معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے حقدار تھے۔ حصص/25 ویں حصص کی حد تک اپیل کنندہ نمبر 4 کا حصہ فروخت شدہ جائیداد کے 24/25 ویں حصص کے قرارداد کی مخصوص کارکردگی کے لیے فرمان پر عمل درآمد کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکا۔ دوسری اپیل میں ان نتائج کی تصدیق کی گئی سوائے اس حد کے جس کا پہلے اشارہ کیا گیا تھا۔ لہذا، عدالت عالیہ کی طرف سے دوسری اپیل میں ٹرائل کورٹ کے نتائج کی تصدیق کی گئی ہے۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے ہمارے غور کے لیے تین مخصوص تنازعات اٹھائے۔ سب سے پہلے یہ کہ قانونی ضرورت کے حوالے سے درج ذیل عدالتوں کی طرف سے درج کردہ نتیجہ درست نہیں ہے۔ اس پہلو پر پیش کی گئی دلیل ہے کہ عدالت عالیہ نے پایا تھا کہ مدعا علیہان کی فرم کو میسرز امین چند بھولا ناتھ کے نام سے جانا جاتا تھا۔ مذکورہ فرم میں تمام مدعا علیہان شراکت دار نہیں تھے اور اس لیے عدالت عالیہ کا اس نتیجے پر پہنچنا غلط تھا کہ مشترکہ خاندان سے تعلق رکھنے والی جائیداد کی فروخت خاندان کے فائدے کے لیے تھی جب کہ حقیقت میں تمام مدعا علیہان اس کے شراکت دار نہیں تھے۔ لیکن یہ ہمارے نوٹس میں لایا جاتا ہے کہ اگرچہ تمام مدعا علیہان اس کے شراکت دار نہیں تھے، لیکن مشترکہ خاندان کے تمام مرد افراد جو اس وقت بڑے تھے، فرم کے شراکت دار تھے اور اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ میسرز امین چند بھولا ناتھ کا کاروبار مدعا علیہان کا خاندانی کاروبار نہیں ہے۔ یہ حقیقت کہ مشترکہ خاندانی جائیدادوں کو 3 لاکھ روپے سے زیادہ کے انکم ٹیکس کی ادائیگی کے لیے منسلک کیا گیا ہے، اس بات کے لیے کافی تھی کہ جائیداد کی فروخت مشترکہ خاندان کے فائدے کے لیے تھی۔ معاملے کے اس نقطہ نظر میں، ہمیں قانونی ضرورت کے بارے میں درج ذیل عدالتوں کے ذریعے درج کردہ نتائج میں کوئی کمزوری نہیں ملتی ہے۔

اپیل گزاروں کی جانب سے پیش کی گئی اگلی دلیل ہے کہ قرارداد پر سریش کمار نے ہندو غیر منقسم خاندان کی جانب سے کارتا کے طور پر اور دیگر مدعا علیہان کے پاور آف اٹارنی ہولڈر کے طور پر بھی دستخط کیے تھے۔ اس سلسلے میں ٹرائل کورٹ کی طرف سے درج کیا گیا نتیجہ یہ ہے کہ سریش کمار ہندو غیر منقسم خاندان کا کارتا تھا جس میں مدعا علیہان نمبر 1 سے 4 شامل تھے۔ سریش کمار کے ذریعے بیع نامہ پر عمل درآمد نہ صرف پاور آف اٹارنی ہولڈر کے طور پر تھا بلکہ ہندو غیر منقسم خاندان کے کارتا کے طور پر بھی تھا۔ ان حالات میں،

ہمیں شاید ہی پاور آف اٹارنی کی کوئی اہمیت نظر آتی ہے جب قرارداد پر سریش کمار نے ہندو غیر منقسم خاندان کے اراکین کی جانب سے بطور کارتا دستخط کیے تھے۔ درحقیقت درج ذیل عدالتوں کی طرف سے درج کردہ مشترکہ نتیجہ یہ ہے کہ جائیدادوں کو فروخت کرنے کا قرارداد مشترکہ خاندان کی جانب سے اور اس کے فائدے کے لیے تھا۔ اٹھایا گیا سوال خالصتاً حقیقت کا سوال ہے اور ہم اس کے برعکس نتیجے پر پہنچنے کے لیے شواہد کا دوبارہ جائزہ لینے کی تجویز نہیں کرتے۔ اس لیے یہ دلیل بھی ناکام ہو جاتی ہے۔

تیسری اور آخری دلیل حد بندی کے بارے میں ہے، کہ مقدمہ قرارداد دو حصوں میں آتا ہے: جائیداد کا آدھا حصہ اصل مدعی کے ذریعے خریدنے کی تجویز کی گئی ہے، جبکہ باقی آدھا حصہ مدعا علیہان کی صف سے منتقل کیے گئے تیسرے مدعی کے ذریعے خریدنے کی کوشش کی گئی ہے؛ کہ مدعی کے طور پر اس کی منتقلی زیر بحث جائیداد میں اپنے آدھے حصص کی فروخت کے سلسلے میں قرارداد کو نافذ کرنے کے لیے حد کی مدت سے کہیں زیادہ تھی۔

معاہدے کی مخصوص کارکردگی کو معاہدے کی کوئی بھی فریق نافذ کر سکتی ہے۔ اگر ایک سے زیادہ فریق ہوں تو معاہدے کے کچھ فریقوں کی عدم موجودگی میں معاہدے کی مخصوص کارکردگی کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر معاہدے کے فائدے کے حقدار کچھ فریق مدعی کے طور پر پیش ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں تو انہیں مدعا علیہان کے طور پر شامل کیا جانا چاہیے۔ مخصوص ریلیف ایکٹ (اب دفعہ 22) کی دفعہ 23 (اے) اس طرح کے معاملے کا احاطہ کرتی ہے۔ نرملا بالا داسی بنام سدرسن جانا، اے آئی آر (1980) کلکتہ 258، یہ مانا جاتا ہے کہ شریک وعدے کرنے والوں میں سے ایک دوسرے شریک وعدے کرنے والوں کو مدعا کے طور پر مخصوص کارکردگی کے لیے مقدمہ کر سکتا ہے۔ دلچسپی رکھنے والے افراد کے حق میں فیصلہ دیا جا سکتا ہے چاہے وہ مدعی کے طور پر شامل ہوں یا مدعا علیہان کے طور پر۔ دیکھیں: مونگھی بائی بنام کوورجی عمرسری، اے آئی آر (1939) پی سی 170۔ ایسے معاملے میں جہاں جائیداد کو تین شریک وعدوں میں منتقل کرنے پر اتفاق کیا گیا تھا اور تینوں نے معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے لیے مقدمہ دائر کیا تھا لیکن ان میں سے صرف ایک دعوی کی حمایت میں گواہ خانے میں آیا تھا، یہ قرار دیا گیا ہے کہ دیگر دو شریک وعدے بھی مخصوص کارکردگی کے فرمان کے حقدار ہوں گے۔ شریک معاہدوں کے معاملے میں یہ ضروری نہیں ہے کہ مخصوص کارکردگی حاصل کرنے کے لیے ان سب کو ایک ہی طرف رکھا جائے۔ یہ کافی ہے اگر وہ سب عدالت کے سامنے ہوں۔ (دیکھیں: جگد یو سنگھ بنام بسا مبھر، اے آئی آر (1937) ناگپور 186)۔ لیکن جہاں ایک ہی معاہدہ کئی افراد کو زمین پہنچاتا ہے اور معاہدہ ناقابل تقسیم نہیں ہے تو مشترکہ معاہدہ کرنے والوں میں سے کچھ مخصوص

کارکردگی حاصل نہیں کر سکتے اگر دوسرے معاہدہ کرنے والے یہ راحت نہیں چاہتے ہیں۔

موجودہ معاملے میں، ٹرائل کورٹ کے سامنے دائر شکایت کے پیراگراف 6 میں، یہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:-

"شری اشونی کمار شرما، ایڈووکیٹ، مدعا علیہ نمبر 6 کو زیر بحث فروخت کے قرارداد کی مخصوص کارکردگی حاصل کرنے کا یکساں حق حاصل ہے لیکن وہ اس مقدمے میں مدعی کے ساتھ شامل نہیں ہوا ہے۔ اس لیے اسے مدعا علیہ نمبر 6 کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔"

مخصوص کارکردگی کے لیے مانگا گیا فرمان پوری جائیداد کے حوالے سے ہے اور اس کی قیمت ایک لاکھ روپے ہے۔ 2 لاکھ پورے غور کے طور پر اور عدالت کی فیس اسی بنیاد پر ادا کی گئی تھی۔ یعنی، مدعیوں کے حق میں حکم نامہ منظور ہونے کی صورت میں جیسا کہ اصل میں مدعی میں بیان کیا گیا ہے، اشونی کمار کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ ان سے مناسب راحت حاصل کرے اور ان کے باہمی تنازعہ، اگر کوئی ہو، کو الگ سے حل کیا جا سکتا تھا۔ یہ صورتحال مدعیوں کو مناسب راحت حاصل کرنے سے محروم نہیں کرے گی۔ اگر یہ مقدمہ اشوانی کمار کے ساتھ مدعا علیہان میں سے ایک کے طور پر قابل سماعت تھا، تو ہمیں یہ دیکھنا مشکل ہے کہ آرڈر 1 قاعدہ 10 سی پی سی کے قیود سے اسے مدعی کے طور پر منتقل کرنا ان کے لیے کیسے ممکن نہیں ہے۔

حد بندی قانون کی دفعہ 21 میں کہا گیا ہے کہ جہاں کہیں بھی مقدمہ دائر کرنے پر کسی نئے مدعی یا مدعا علیہ کو تبدیل یا شامل کیا جاتا ہے، اس کے حوالے سے یہ مقدمہ اس وقت قائم کیا گیا سمجھا جائے گا جب اسے فریق بنایا گیا ہو۔ تاہم، اگر عدالت مطمئن ہو کہ کسی نئے مدعی یا مدعا علیہ کو شامل کرنے میں کمی نیک نیتی سے کی گئی غلطی کی وجہ سے ہوئی ہے تو وہ ہدایت دے سکتی ہے کہ اس طرح کے مدعی یا مدعا علیہ کے حوالے سے مقدمہ کسی بھی سابقہ تاریخ کو دائر کیا گیا سمجھا جائے گا۔ اس کی ذیلی توضیعات (2) یہ بہت واضح کرتی ہے کہ یہ دفعات کسی ایسے معاملے پر لاگو نہیں ہوں گی جہاں مقدمہ زیر التواء ہونے کے دوران کسی فریق کو تفویض یا فائدے کی قدر میں کمی کی وجہ سے شامل یا تبدیل کیا گیا ہو یا جہاں مدعی کو مدعا علیہ بنایا گیا ہو یا مدعا علیہ کو مدعی بنایا گیا ہو۔ دفعہ 21 کا فریقین کی منتقلی کے معاملات پر کوئی اطلاق نہیں ہے۔ چونکہ منتقلی میں مدعی یا مدعا علیہ کا اضافہ بھی شامل ہوتا ہے، جیسا کہ مقدمہ اصل میں دائر کیے گئے مقدمے میں ہو سکتا ہے، حد بندی قانون کی دفعہ 21 کی ذیلی دفعہ (2) صرف ان مقدمات پر لاگو ہوتی ہے جہاں مدعی کے طور پر منتقل کیے گئے شخص کا دعوی اصل میں بھرے ہوئے مدعی پر برقرار رکھا جا سکتا ہے یا جہاں مذکورہ منتقلی کے بعد مدعی کے طور پر باقی رہنے والا شخص اصل میں دائر کردہ مدعی کی بنیاد پر منتقل شدہ مدعا علیہ کے خلاف اپنے دعوے کو برقرار رکھ سکتا

ہے۔ذیلی دفعہ (2) کو لاگو کرنے کے لیے جو کچھ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ مدعی کی منتقلی کے بعد اصل میں دائر کیا گیا مقدمہ وہی رہنا چاہیے اور اس کے موضوع میں کوئی اضافہ نہیں ہونا چاہیے۔ جہاں اصل میں دائر کیا گیا مقدمہ مناسب فریقین کے ساتھ ریکارڈ پر مناسب طریقے سے تیار کیا گیا ہے، ضابطہ دیوانی کے آرڈر I قاعدہ 10 کے تحت مدعا علیہان کی صف سے مدعی کی صف میں محض کسی فریق کی تبدیلی اسے نیا مدعی نہیں بنائے گی اور معاملے کو اس دفعہ کے اندر نہیں لائے گی اور ایسی صورت میں ذیلی دفعہ (2) لاگو نہیں ہوگی۔ مثال کے طور پر، جہاں مدعی کے طور پر شامل ہونے سے انکار کرنے والے مدعی میں سے ایک کو پہلے مدعا علیہ بنایا گیا اور اس کے بعد مدعی کے طور پر منتقل کیا گیا، وہ نیا مدعی نہیں ہے۔ لہذا، اپیل گزاروں کی جانب سے پیش کی گئی دلیل کہ جہاں تک اشونی کمار کا تعلق ہے، مقدمہ حد سے روک دیا گیا ہے کیونکہ اسے حد کی مدت کے بعد مدعی کے طور پر منتقل کیا گیا ہے، معقول نہیں ہے۔

اپیل گزاروں کی طرف سے اٹھائی گئی کوئی بھی بنیاد غور کے لیے باقی نہیں ہے۔ اس لیے اپیل کو مسترد کرنا پڑے گا۔ اس کے مطابق حکم دیا جاتا ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں۔

ایس۔وی۔کے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔